

سوال نمبر 6 :-

زکوٰۃ :-

زکوٰۃ اسلام کے یا حج بنیادی ارکان میں

سے ایک ہے لیکن یہ محض ایک انفرادی عبادت نہیں بلکہ

اسلامی ریاست کا ایک مکمل معاشی اور سماجی نظام ہے۔

لفظ زکوٰۃ کے دو بنیادی معنی پالینگی اور نشوونما

کے ہیں۔ یہ نظام ایک طرف صاحبِ نصاب کے مال اور

نفس کو بخل، حرص اور مادہ پرستی سے پاک کرتا ہے اور

دوسری طرف معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی

بنا کر معاشی نشوونما اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔

زکوٰۃ درحقیقت ایک انقلابی تصور ہے جو مندرجہ ذیل طریقوں

سے براہِ بری پر مبنی معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔

۵ دولت کی گردش :-

سرمایہ دارانہ نظام کی سب سے بڑی

خامی یہ ہے کہ دولت چند یا محض مٹین جمع ہو کر رہ جاتی ہے۔

جس سے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہو جاتا

ہے۔ زکوٰۃ اس تصور کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ یہ امیروں

پر لازم کرتی ہے کہ وہ اپنی اضافی دولت کا ۵.۵ فیصد
حصہ نکال کر غریب میں تقسیم کر دیں۔ اس سے دولت
جامد بیونے کے بجائے معاشرے میں گردش کرتی ہے۔

۵ معاشی استقام :-

زکوٰۃ غریب کے خاتمے کا سب سے
موثر اور منظم ذریعہ ہے۔ یہ غریب اور نادار طبقے کو ایک
مستقل معاشی سیارا فراہم کرتی ہے۔ جب معاشرے کے
مستحق افراد کی بنیادی ضروریات پوری ہونے لگتی ہیں تو
وہ بھیک مانگنے یا جرم کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے معاشرے
کے کارآمد شہری بن جاتے ہیں۔ تاریخ میں خلیفہ عمر بن
عبدالعزیزؓ کا دور اس کی بہترین مثال ہے جب زکوٰۃ
کے نظام پر اس قدر احسن طریقے سے عمل ہوا کہ ڈھونڈھنے
سے بھی کوئی زکوٰۃ کا مستحق نہیں ملتا تھا۔

۵ طبقاتی تقسیم کا خاتمہ :-

زکوٰۃ امیر اور غریب کے
درمیان نفرت اور حسد کی دیوار کو ٹکرا کر محبت

اور بھائی چارے کا پل تعمیر کرتی ہے۔ اسلام واضح کرتا ہے
کہ زکوٰۃ امیر کا غریب ہر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ غریب
کا حق ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

ترجمہ: ”اور ان کے مالوں میں ماٹلے والے اور
محروم کا حق تھا۔“
(سورۃ الزاریات: ۱۹)

۵ سماجی تحفظ :-

حدید ریاستیں پینشن، بے روزگاری
الافنس اور دیگر فلاحی منصوبوں کے ذریعے شہریوں کو سماجی
تحفظ فراہم کرتی ہیں لیکن اسلام نے ۱۴۵۵ سال پہلے زکوٰۃ کی
شکل میں دنیا کا سب سے جامع اور مؤثر سماجی تحفظ
نظام متعارف کرایا۔ یہ نظام صرف غریبوں تک محدود نہیں
بلکہ اس کے مصارف میں مقررہ مسافر، نو مسلم اور
اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنے والے بھی شامل ہیں

۵ جرم کی شرح میں کمی :-

معاشرے میں اکثر جرائم جیسے

چواری اور لوٹ مار کی بنیادی وجہ غربت اور معاشی

جبوری بیوتی ہے۔ جب زکوٰۃ کے ذریعے لوگوں کی بنیادی
ضروریات ایک بائزت طریقے سے پوری کی جاتی ہیں تو وہ
جبرم کا راستہ اختیار کر مجبور نہیں بیوتے۔

حاصلِ کلام :- محقر زکوٰۃ صرف ایک مالی صدقہ نہیں

بلکہ ایک مکمل نظام ہے جو معاشرے کی معاشی اور سماجی
ساخت کو پاکیزہ بناتا ہے۔ یہ دولت کی منفعہ فائدہ گردش
کو یقینی بناتا ہے، طبقاتی فرق کو مٹا کر، افراد میں بھائی
اور دھرم داری کا احساس پیدا کر کے ایک ایسے فلاحی
معاشرے کی بنیاد رکھتا ہے جہاں ہر فرد کو عزت، تحفظ اور
ترقی کے مساوی مواقع حاصل ہوں یہ اسلام کے تصور
برابری کا اعلیٰ نمونہ ہے جو ایک محنت مندر مستحکم اور متحرک
معاشرے کی ضمانت دیتا ہے۔



سوال نمبر 8 :-

(i)

تعریف و مفہوم :-

امر بالمعروف: ہر اس نیک کام کا حکم دینا جو
شریعت میں مستند ہو۔

نہی عن المنکر: ہر اس برے کام سے روکنا جو
شریعت میں نالستند ہو۔

”امر بالمعروف ونہی عن المنکر“ اسلام کا ایک بنیادی
ستون اور مسلم معاشرے کی شناخت ہے۔ اس کا لغوی
معنی ہے ”نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا“۔ یہ صرف
ایک اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ ایک اجتماعی فریضہ ہے
جس پر عمل کرنا امت مسلمہ کی بقا، اصلاح اور فلاح
کا لیے ناگزیر ہے۔ یہ اصل اس بات کو یقینی بناتا ہے
کہ معاشرہ خیر اور نیکی کی راہ پر گامزن رہے اور شر
و فساد سے پاک رہے۔

قرآن مجید کی روشنی میں :-
قرآن مجید میں

متعدد مقامات پر اس قرینہ کی اہمیت اور فضیلت بیان

کی گئی ہے

۵ اُمت محمدیہ کی فضیلت :-
اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ

کو بہترین اُمت کا خطاب اسی قرینہ کی بنیاد پر دیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے :

ترجمہ : ”تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا
کی گئی ہے تم نیک کی حکم دیتے ہو اور
برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان
رکھتے ہو۔“

(سورۃ آل عمران: 110)

۶ کامیابی کی ضمانت :-
اللہ تعالیٰ نے فلاح اور کامیابی کو

اسی اصول سے منسلک کیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ : ”اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہوئی
فروری ہے کہ خیر کی طرف بلائے اور نیک
کاموں کا کرنے اور برے کاموں سے روکا
کرے اور ایسے لوگوں پر رے کامیاب
ہوں گے۔“

(سورۃ النساء)

برائی کو روکنے کے درجات :-

رسولؐ نے فرمایا :

ترجمہ : تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ

سے بدل دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان

سے بھرا کیے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل

میں اسے بھرا کیے (جانے) اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو

بھرا ایمان کا کونسا درجہ باقی رہ جاتا ہے۔

ہاتھ سے روکنا :- یہ اختیار اور طاقت رکھنے والوں کی

ذمہ داری ہے مثلاً ریاست اور اس کے ادارے، عام فرد کو

قانون یا حق میں لینے کی اجازت نہیں۔

زبان سے روکنا :- یہ علماء، خطباء اور میراں فر دہ کی

ذمہ داری ہے جو علم اور صلاحیت رکھتا ہے۔

دل سے بھرا جانا :- یہ ہر مسلمان پر ہر حال میں بحال لازم

ہے کہ اگر کوئی شخص ہاتھ یا زبان سے برائی روکنے کی طاقت

نہیں رکھتا تو اس پر واجب ہے کہ وہ برائی کو دل سے بھرا

سمجھے، اس سے نفرت کرے اس محفل سے الٹ جائے۔

حکمت و دانائی :-

تبلیغ اور اصلاح کا کام سختی

اور تشدد کے بجائے حکمت، نرمی اور محبت سے کیا

جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ”انہی رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔“

(سورۃ النحل)

حاصلِ فلام :-

امیر بالمعروف ونہی عن المنکر اسلامی

معاشرے کی روح ہے۔ یہ وہ حفاظتی ڈھال ہے جو

معاشرے کو اخلاقی اور روحانی طور پر زوال پذیر ہونے

سے بچاتی ہے۔ یہ صرف چند لوگوں کا کام نہیں بلکہ پوری

امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

